ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-32

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر سونیا بشیر
اسسٹنٹ پروفیسر یونیورسٹی کالج برائے خواتین، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

مطالعہ ناسخ کے مختلف پہلو.... تحقیقی جائزہ

Dr Sonia Bashir *
Assistant Professor of Urdu, University College for women, AWKUM Mardan.

***Corresponding Author:**

A Research Review of the Various Aspects of Mutalia e Nasikh

The importance of the Lucknow School in Urdu literature is widely recognized. One of the most prominent poets of this school, Sheikh Imam Bakhsh Nasikh, greatly influenced many writers of his time. He introduced a new style of language and expression, and developed a distinct system of modern poetry. As a result, he is regarded as one of the founders of the Lucknow School. This research paper explores various aspects of his poetry, particularly in the context of linguistic refinement.

Key Words: *Sheikh Imam Bakhsh Nasikh,poetry,lucknow,linguistic refinement,literary style.*

شیخ امام بخش ناسخ اُردو ادب میں ایک پورے دبستان کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ناسخ نے اپنے دور میں نئے طرز سخن کی بنا پر بے پناہ شہرت حاصل کی۔ اس نئے طرز نے لوگوں کو اتنا متاثر کیا کہ غلام ہمدانی مصحفی جیسے شاعر گر استاد نے ان کے طرزِ ادا کی پیروی شروع کی۔ ناسخ کی شاعری کا عروج سعادت علی خان کے عہد میں ہوا۔ جس وقت انہوں نے شاعری کا آغاز کیا اس وقت جرآت 'انشا' مصحفی اور میر موجود تھے اس لئے ان کے ہوتے ہوئے ایک الگ وضع سے شاعری کی بنیاد رکھنے والے کو طرزِ قدیم کا نساخ اور جدید انداز کا ایجاد کنندہ قرار دیا گیا۔ ناسخ کے دور کے جتنے بھی شعراء تھے یعنی انشاء، مصحفی، جرات اور میر یہ سب اگرچہ اسلوبیاتی سطح پر اپنا رنگ

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-32

رکھتے تھے لیکن اس زمانے کے اکثر شعراء دہلی سے ہجرت کر کے آئے تھے۔یہ لوگ جبس دور میں دہلی سے لکھنؤ آئے اس وقت زبان و بیان کے معاملات میں زیادہ تر سند دلی سے ہی لی جاتی تھی۔ لیکن یوں لگ رہا تھا جیسے شاعری کی سطح پر سب کچھ ہوتے ہوئے بھی کسی چیز کی تلاش ہو اس تلاش کی تان ناسخ پر ٹوٹی اور جب انہوں نے ایک نئی طرز وادا کے ساتھ لکھنا شروع کیا تو شہرت کی بلندیوں پر پہنچ گئے۔ رجب علی بیگ سرور نے لکھا ہے۔

بلبل شیراز کو ہے رشک ناسخ کا سرور
اصفہان اس نے کئے ہیں کوچہ ہائے لکھنؤ (۱)

اس نے شاعری کی پرانی روش کو منسوخ کیا اور اس سادہ گوئی سے انحراف کیا جو دہلی کے شاعروں میں قدر مشترک سمجھی جاتی تھی۔ جو نیا معاشرہ لکھنؤ میں وجود پا رہا تھا وہ مرصع سازی کا والا وشیدا تھا۔ ناسخ کو اس لیے بھی مقبولیت حاصل ہو رہی تھی کہ پرانے اسالیب میں لکھنے والے گو کہ اب بھی لوگوں کو متاثر کر رہے تھے تاہم لکھنؤ کا وہ ذہن اس شاعری سے وہ لطف نہیں اٹھا سکتا تھا جو ایک نئے پیرایہ بیان کا متلاشی تھا۔یہ نئی طرز انہیں ناسخ کی شاعری میں دیکھنے کو ملی جس کے اجزاء بڑے نظر فریب تھے۔ ناسخ کی کوشش تھی کہ شاعری میں نئے سے نئے تلازموں کے ساتھ ایک استعاراتی نظام وضع کرے۔یہیں پر وہ پیکر تراشی کا جادو جگاتے تھے۔ ڈاکٹر شبیہہ الحسن لکھتے ہیں۔

"اگرچہ اسم اور مسمی میں مطابقت ضروری نہیں مگر ان کا تخلص اتنا ایمائی اور غیر متداول ہے کہ اسے محض اتفاق کا نتیجہ نہیں قرار دیا جا سکتا۔اس تخلص سے خاص طرح کے شعور بلکہ عزم و ارادہ کا ترشح ہوتا ہے جیسے انہوں نے اُردو کی لوح پر محو و اثبات کا عمل پختگی کے ساتھ جاری رکھنے کا شروع ہی سے تہیہ کر لیا تھا۔" (۲)

ناسخ اپنے معنویاتی نظام میں دو مصرعوں کے اندر ایسے مختلف الفاظ کو مجتمع کر لیتے تھے جن میں بظاہر کوئی تعلق نظر نہیں آتا تھا لیکن یہ ان کی ہنروری کی قوت تھی جو ان سارے لفظوں کا باہم اس طرح انسلاک کرتی تھی کہ لفظ معانی کی نئی دنیا بنا لیتے تھے اور پڑھنے والا تحیر آمیز مسرت سے ہم کنار ہوتا دکھائی دیتا۔

کسی کا کب کوئی روز سیہ میں ساتھ دیتا ہے
کہ تاریکی میں سایہ بھی جدا رہتا ہے انساں سے (۳)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-32

ماخذ تحقیقی مجلہ

سب زخم میرے جلتے ہیں شعلے کی طرح سے
بجلی کی طرح ہے تیری تلوار میں گرمی (۴)

اس اسلوب میں ان کے لہجے کے آہنگ کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ اس سلسلے میں وہ بلاشبہ لکھنوی دبستان کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں کہ انہوں نے اصلاح زبان کا بیڑا اٹھایا جس پہ ناقدین کی جانب سے طرح طرح کی آراء دیکھنے میں آئیں اکثر نقادوں نے اس بات پر گرفت بھی کی ہے کہ انہوں نے زبان کے فطری بہاؤ کے آگے بند باندھنے کی کوشش کی ہے جب کہ بہت سے ایسے بھی ہیں جو اسے ناسخ کا کارنامہ قرار دیتے ہیں اسی طرح کئی لکھنے والے ناسخ کو زبان کی صفائی کے معاملے میں پیش رو کا درجہ دیتے ہیں لیکن اس سلسلے میں قصہ یہ ہوا کہ ناسخ نے ہندی لفظیات کو تج کر اس کی بجائے فارسی اور عربی کو کھپانے کی کوشش کی۔ ناسخ نے زبان کے ضمن میں جو اصول اپنائے اس کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے ان کے شاگردوں نے بھی اس حوالے سے ان کا اتباع کیا۔ حتیٰ کہ دہلی والوں میں سے بھی بہت سے ایسے تھے جنہوں نے ان کی طرز کو اپنانے کی کوشش کی۔

تاہم اصلاح زبان و صحت زبان پر ضرورت سے بڑھ کر زور دینے کی وجہ سے ان کی شاعری میں شاعری کے رس سے زیادہ لفظ کے معاملات زیادہ فروغ پانے لگے اور بناوٹی و معمولی قسم کی چیزیں شاعری میں در آنے لگیں لیکن وہ جس نہج سے اپنے زمانے میں الگ رنگ میں سامنے آئے اس سے لکھنؤ اور لکھنؤ سے باہر کی اُردو دنیا میں ان کی شہرت کو پر لگ گئے۔

ڈاکٹر راشدہ قاضی لکھتی ہیں۔

> "ناسخ جو آتش کے ہم عصر تھے ان کی شاعری کا جائزہ لیا جائے تو ناسخ کو اُردو شاعری میں بہ نسبت ایک شاعر کے اصلاح زبان کی تحریک کا امام اور زبان دان یا زبان شناس کہا گیا ہے۔ اب مزے کی بات یہ ہوتی ہے کہ لکھنوی دور میں شاعری اصلاح زبان کے لیے مروجہ الفاظ اور تراکیب سے مرصع نظر آتی ہے گویا انہوں نے اس نظریے کی بنیاد ڈالی کہ شاعری کے لیے ایک خاص ادبی زبان ہونا لازم ہے یعنی شاعری کے لیے جذبہ اہم نہیں بلکہ زبان اور الفاظ کا چناؤ بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔" (۵)

ناسخ کی شاعری کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان کے یہاں لفظوں کے استعمال پر زیادہ زور دکھائی دیتا ہے اسی طرح وہ استعاروں میں بھی جدت آفرینی کے قائل نظر آتے ہیں۔ جب خیال کی بجائے لفظ کو

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-32
ماخذ تحقیقی مجلہ

زیادہ اہمیت ملنے لگے تو معنی درجے کے اعتبار سے گھٹنے لگتے ہیں لیکن ان لفظوں کا تعلق چونکہ اصلاح زبان کے ایک حوالے سے بنتا ہے اس لیے اس کوشش میں ان کے یہاں بجائے نرم وملائم لفظوں کے بھاری بھر کم الفاظ کو داخلہ ملتا ہے یہی وجہ ہے کہ کہ زبان کے معاملے میں ان کے یہاں بھاری بھر کم الفاظ راہ پاتے جاتے ہیں۔ جس سے ان کی شعریت گھاٹے میں رہتی ہے اور احساسات وجذبات کی وہ شیرینی اور گھلاوٹ غائب ہوتی جاتی ہے ناسخ نے چونکہ اپنی شاعرانہ کائنات میں خارجی زیب وزینت پر زیادہ توجہ صرف کی اس لیے ان کے یہاں مختلف صنعتوں کا برتاوا ملتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنے شعر کو سنوارتے ہیں لیکن بسا اوقات سنوارنے کی یہ کوششیں بناوٹی رنگ اختیار کر جاتی ہیں اور ان کی شاعری میں تصنع پیدا ہونے لگتا ہے ان کی شاعری تشبیہات اور استعارات کے عمل میں بھاری لفظوں تلے دب جاتی ہے اگرچہ اس ضمن میں وہ جدت کا ایک خاص حوالہ رکھتے ہیں لیکن بہت سی جگہوں پر دیکھا جائے تو شعر کی بے ساختگی پر ضرب پڑتی دکھائی دیتی ہے۔ رشید حسن خان لکھتے ہیں۔

> "ناسخ ان لوگوں میں سے تھے جن کے نزدیک پھول کے وجود سے زیادہ پھول کا لفظ اہمیت رکھتا ہے۔ چاندنی کے تاثرات کیا ہوں گے۔یہ ثانوی بات ہے چاندنی کے لفظ سے کون کون سے تلازمے فراہم کیے جاسکتے ہیں اور ان کی مدد سے کتنے استعاروں کی صورت تراشی جاسکتی ہے اولین اہمیّت اس کی ہے۔ لفظ پرستی اور صورت شناسی کی یہ صفت جب مزاج پر پوری طرح حاوی ہو جاتی ہے تب معنویت کا پہلو دب جاتا ہے اور صورتوں کا جلوہ چھا جاتا ہے ۔ اسی مزاج کے زیر اثر ذہن نئے نئے تلازمے تلاش کرنے میں اس قدر محو ہو جاتا ہے کہ لفظ کی ثقالت یا مضمون کی رکاکت اس کے نزدیک کوئی معنی نہیں رکھتی۔ اگر کوئی نئی بات پیدا کی جاسکتی ہے تو یہ کافی ہے۔" (۶)

ناسخ کا کلام عشقیہ کیفیت سے مملو ہے وصال و ہجر کے قصّے بھی ہیں ایسے مقامات پر ان کے یہاں داخلی تجربات کے سلسلے ملتے ہیں مثلاً۔۔۔

پیر جا پہنچے عدم کو رہ گئے پیچھے جواں
ہیں کمانیں راہ چلنے میں زیادہ تیر سے (۷)

لیکن عشق کے پاکیزہ بیان سے ہٹ کر بھی ناسخ کے ہاں بہت کچھ دیکھنے کو مل جاتا ہے چونکہ وہ لکھنوی شاعری کے نمائندہ ہیں اس لیے ان کے یہاں وہ حوالے بھی موجود ہیں جس کے لیے لکھنوی شاعری کے ایک

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-32
ماخذ تحقیقی مجلہ

مخصوص دور کا رجحان خاصا بدنام مشہور ہوا ہے اور یہ حوالہ ابتذال کا ہے یہاں عریانیت بھی نظر آنے لگتی ہے جس کو ناقدین ادب نے خامی گردانا ہے۔ ایک جگہ وہ وصال کی بات یوں کرتے ہیں کہ

وصل کا دن ہو چکا جاتا نہیں ان کا حجاب
اے کبوتر باز جوڑے کے کبوتر کھول دے (۸)

دوسری جانب دیکھا جائے تو ان کے ہاں صرف فراق و وصل اور حسن و عشق کے معاملات کا بیان نہیں انسانی زندگی کے دیگر احوال و کوائف بھی موجود ہیں اور جب بھی ناسخ نے اس طرف توجہ دی ہے وہاں ان کی شاعری ایک خاص طرح کی آمد کی کیفیت میں ڈوبی نظر آتی ہے اور بناوٹ کی جگہ بے ساختگی نمایاں ہو جاتی ہے اور دل کا گداز نظر آنے لگتا ہے اور یہ عموماً ایسے لمحے ہوتے ہیں جہاں بیان کی سادگی تصنع کو پیچھے چھوڑ دیتی ہے ان کے ایسے ہی اشعار زبان زد عام ہو چکے ہیں۔۔

وہ نہیں بھولتا جہاں جاؤں
ہائے میں کیا کروں کہاں جاؤں (۹)

اکثر ناقدین ناسخ کے شاعری پر حرف گیری کرتے ہیں کہ ان کے یہاں جذبات کی کمی ہے۔ ان ناقدین سے اختلاف تو نہیں کیا جا سکتا لیکن دیکھا جائے تو چونکہ وہ زبان کے معاملے میں ایک خاص مطمع نظر رکھتے ہیں اس لیے ان کے یہاں ایسے اشعار کی تعداد کم ہے جس میں جذباتی وفور ہو۔ زیادہ تر ان کے اشعار جذبات سے عاری نظر آتے ہیں جب کہ شاعری کے لئے جذبے کا ہونا کتنا ضروری ہوتا ہے – نقادان فن ہی نہیں ایک عام پڑھنے والا بھی یہی سمجھتا ہے کہ کونسا شعر محض ظاہر آرائی ہے جو ایک بے روح خیال کے تعیش کے سوا کچھ نہیں اور کہاں پر وہ کرشمہ ہے جو واقعی روح کو چھوتے ہوئے نغمے کو سامنے لاتا ہے۔

جب کوئی شاعر کسی ایسے خیال کو منضبط کرنا چاہتا ہو جو قواعد اور عروضی نظام کی کڑی نگرانی میں سارا زور زبان پر صرف کر دینے کے بعد سامنے آیا ہو اور اپنی تحریروں میں سے کچھ خارج کر دینے اور کچھ اندر لانے کی شعوری کوشش کی گئی ہو تو ایسے میں شعریت اور تغزل پر ضرور ضرب پڑتی ہے–

تاہم اس ضمن میں جو چیز قدرے اچھائی کی طرف موڑتی ہے وہ یہ کہ اس عمل میں بہت سارے بھدے الفاظ ٹکسال باہر ہو گئے-ناسخ تمثال نگاری پر بھرپور قدرت رکھتے تھے ان کا ذہن اس حوالے سے بے حد زرخیز تھا جیسے وہ لکھتے ہیں-

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-32

ماخذ تحقیقی مجلہ

بے ثباتی ہے نہایت حسن بے ناموس کو
پائیداری ہوتی ہے کب شمع بے فانوس کو (۱۰)
تقلید سے ہوا شرف ذات کب حصول
آئینہ ساز مثل سکندر نہ ہو سکے (۱۱)

تمثیل نگاری اگرچہ ابتدا سے ہی ہمارے ادب میں چلی آتی ہے اردو کی اولین داستانیں اس سلسلے میں نمونے کے طور پر پیش کی جا سکتی ہیں جب کہ اُردو کے نمائندہ صاحب اسلوب لکھاریوں کی انشا پردازی اسی ہنر کی وجہ سے منفرد و ممتاز ٹھہرتی ہے۔ تمثیل نگاری ایک فن ضرور ہے تاہم اس کی کثرت غزل گوئی پر کچھ زیادہ خوش گوار اثرات نہیں چھوڑتی کیونکہ اس کی افراط کی وجہ سے غزل کی خاص حرارت غائب ہو جاتی ہے۔

تمثال اصل میں وہ شبیہہ ہے جو کسی بھی فنکار کے تخلیقی عمل کے مطالعے کے دوران پڑھنے والے کے ذہن میں بنتی ہے۔ احساسات وارداتی کیفیتوں میں خود کے اظہار کے لیے جب لفظی صورت گری کے روپ میں اپنے آپ کو ڈھالتے ہیں تو اس کو پیکر، تصویر اور تمثال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ اس سلسلے میں لکھتے ہیں۔

"امیجری سے مراد وہ تصویر آفرینی ہے جو مخصوص اشیاء کو لفظوں کی مدد سے چشم خیال کے سامنے یوں لے آتی ہے گویا عین مشاہدہ کیا جا رہا ہو۔ مگر یہ تصویر کشی خارجی تحریک سے بالارادہ نہیں ہوتی بلکہ اظہار کی خاطر تخیل کے اندر سے کسی منصوبے یا ارادے کے بغیر ابھر آتی ہے۔ شاعری کے قماش میں مصوری اور موسیقی کو تانے بانے کی کی حیثیت حاصل ہے۔ شاعری میں اگر تصویریت یعنی زائد توضیحی تصویریں نہ ہوں تو شاعری بے رنگ ہو جائے۔(۱۲)

ناسخ کی شاعری کا فکری مطالعہ کیا جائے تو ان کے یہاں موضوعاتی لحاظ سے یک رخا پن نہیں ہے بلکہ مواد کی صورت بہت ساری چیزیں مل جاتی ہیں ان میں وطنیت کا حوالہ بھی ہے اور یہ اسی طرح آتا ہے جیسے کوئی محبوب کے لیے تڑپ رکھتا ہے اور یہاں پہ درد کی ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے۔۔

دشت غربت میں جہاں اپنی نظر جاتی ہے
وہی کوچہ وہی بازار نظر آتا ہے (۱۳)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-32
ماخذ تحقیقی مجلہ

یاد ہیں سب گلعذار لکھنؤ
ہے تصور میں بہار لکھنؤ
گل سے رنگیں تر ہے خار لکھنؤ
نشہ سے بہتر خمار لکھنؤ[۱۴]

ناسخ کے انداز سخن نے اپنے دور کے تقریباً سبھی شعراء کے پرانے اسالیب کو بے رنگ ٹھہرایا لیکن اس سے غزل کی رنگارنگی متاثر ہو گئی۔ ناسخ کے شاگرد بھی اس کی تقلید میں چل پڑے۔اور یہ لکھنؤ کی اس زندگی کی نمائندگی کرتی تھی جو عیش کوشی کی طرف مائل تھی لیکن دوسری جانب مجہولیت کی ماری ہوئی تھی۔

رشید حسن خان لکھتے ہیں

"ایسے حالات میں گنجائش اسی کی تھی کہ جو نیا اسلوب بنے وہ پرانے اسالیب سے متمائز ہونے کے ساتھ ساتھ ایسا بھی ہو جس میں معاشرت کے سارے ظاہر فریب چمک دار اجزاء کا عکس سما جائے۔یہ بات ناسخ کے اسلوب میں پوری طرح پائی جاتی ہے دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ناسخ نے ایک نئے معاشرے کے لیے شعری سطح پر ایک نہایت مناسب پیرایہ اظہار فراہم کیا۔ اس اسلوب میں وہ سب خوبیاں اور خامیاں موجود ہیں جو اس معاشرے میں کارفرما تھیں"۔[۱۵]

ناسخ کے وہ اشعار جو سادگی کی ساختگی رکھتے ہیں اور جن کو اکثر لکھاریوں نے ان کے خاص رنگ کے لحاظ سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے ان کی بڑی تعداد اس قسم کی غزلوں سے حاصل ہوتی ہے جو شعوری یا غیر شعوری طور پر دہلوی شعراء کی تقلید میں لکھی گئیں۔

میر کے رنگ میں لکھے گئے اشعار دیکھئے۔

کس کی ہم جستجو میں نکلے ہیں
نہیں پاتے کہیں سراغ اپنا[۱۶]

بے خودی میں یہ کون یاد آیا
خود بہ خود دل ہے بے قرار اپنا[۱۷]

یہ انداز سودا...

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-32

کیا اسیری میں کریں شکوہ تیرا صیّاد ہم
واں بھی کچھ دام رگ گل سے نہ تھے آزاد ہم
یہ زمیں ہے بے وفا یہ آسماں بے مہر ہے
جی میں ہے اک اب نیا عالم کریں ایجاد ہم (۱۸)

اُردو شاعری میں اگر صناعی کی کوئی اچھی مثال دی جاسکتی ہے تو ناسخ کی شاعری اس پیمانے پر پوری اترتی ہے یعنی اگر ظاہری تراش خراش اور زیبائش و آرائش کا کوئی نمونہ اگلے شعراء میں سے پیش کیا جاسکتا ہے تو ناسخ کی شاعری اس انتخاب اور معیار پر پوری اُترتی ہے۔

حوالہ جات

۱ ۔ رجب علی بیگ سرور۔ فسانہ عجائب ۔انجمن ترقی اُردو ہند نئی دلی۔ اشاعت ۔ ۲۰۱۵ ۔ ص ۲۲
۲۔ شبیہ الحسن ڈاکٹر۔ناسخ۔ اُردو پبلی کیشنز لکھنؤ اشاعت ۔فروری ۱۹۷۵ص ۳۶۹
۳ ۔ دیوان ناسخ۔ نسخہ بنارس ۔ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری۔ پٹنہ ۔ اشاعت ۱۹۹۷ ۔ ص ۱۱۴
۴ ۔ شیخ امام بخش ناسخ ۔دیوان ناسخ۔ منشی نولکشور لکھنؤ۔ اشاعت ۱۸۶۸ ۔ ص ۹۸
۵ ۔ ۔ راشدہ قاضی ڈاکٹر ۔ حیدر علی آتش امام بخش ناسخ دبستان دہلی دبستان لکھنؤ کا تضاد ۔ سہ ماہی عالمی اُردو ادب کھام گاؤں اشاعت مارچ ۲۰۲۲ص ۱۶
۶ ۔ رشید حسن خان۔ مشمولہ انتخاب کلام ناسخ ۔ انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی اشاعت ۱۹۹۶ص ۲۱
۷۔ اورنگ زیب عالمگیر ڈاکٹر۔ لغات و محاورات ناسخ ۔ ادارہ تالیف و ترجمہ جامعہ پنجاب لاہور اشاعت ۲۰۱۱ ص ۷۵
۸ ۔ بحوالہ رشید حسن خان مشمولہ انتخاب کلامِ ناسخ ۔انجمن ترقی اُردو پاکستان کراچی اشاعت ۱۹۹۶۔ص ۲۵
۹ ۔ بحوالہ شبیہہ الحسن ڈاکٹر۔ ناسخ ۔ اُردو پبلی کیشنز لکھنؤ اشاعت فروری ۱۹۷۵۔۔ص ۱۰۷
۱۰۔ شیخ امام بخش ناسخ ۔دیوان ناسخ ۔منشی نولکشور لکھنؤ۔اشاعت۔ ۱۸۶۸۔ ص ۱۳۰
۱۱۔ ایضاً۔ ص ۔ ۱۴۳
۱۲ ۔ عبداللہ۔سید۔ڈاکٹر۔۔اطراف غالب۔ ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ ۔اشاعت ۔۱۹۷۴ ۔ص ۴۹
۱۳ ۔ شیخ امام بخش ناسخ ۔دیوان ناسخ۔ منشی نولکشور لکھنؤ۔ اشاعت ۱۸۶۸ ۔ ص ۳۷

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-32

ماخذ تحقیقی مجلہ

۱۴ ۔ ایضاً۔ ص ۱۱۸

۱۵ ۔ رشید حسن خان مشمولہ انتخاب کلام ناسخ انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی اشاعت ۱۹۹۶ص-۳۱

۱۶ -اورنگزیب عالمگیر ڈاکٹر -بحوالہ لغات و محاورات ناسخ- ادارہ تالیف و ترجمہ جامعہ پنجاب لاہور اشاعت ۲۰۱۱ ص ۶۳

۱۷- شیخ امام بخش ناسخ -دیوان ناسخ (حاشیہ)، منشی نولکشور لکھنؤ اشاعت ۱۸۶۸ص ۲۶

۱۸-رشید حسن خان -مشمولہ انتخاب کلام ناسخ- ،انجمن ترقی اردو پاکستان اشاعت ۱۹۹۶ص ۴۱